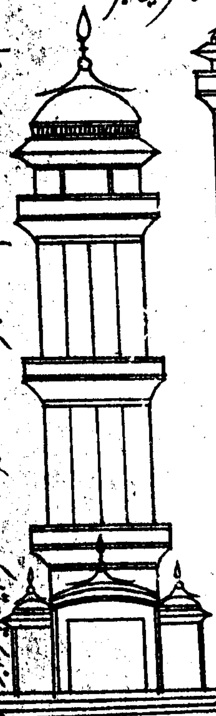
رجسٹرڈ ایل نمبر ۔

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ
۲۔ خواص ومعاونین سے عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر سے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ ...
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/

نوٹ عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی
۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ ۔
تواریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ داری قادیان بینی | درو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۱ محرم سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

احمدی ڈیپوٹیشن

سلسلہ عالیہ کی بڑہتی ہوئی ضروریات ایک عرصہ سے توجہ دلا رہی ہیں کہ ایک قومی وفد قادیان سے نکلے اور وہ اپنی قوم کے دروازوں پر پہونچے اور انہیں بالمشافہ ضروریات سلسلہ سے آگاہ کرکے روپیہ وصول کرے۔ میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس ضرورت کو پیش کر چکا ہوں لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے جو اس ضرورت کو قوم کے سربرآوردہ اور کارکن ممبر عملی رنگ میں محسوس کریں مجلس معتمدین میں یہ سوال آگیا ہے اور بہت جلد اس کے متعلق فیصلہ ہونے کی توقع ہے۔

یہ ڈیپوٹیشن جہانتک میرا خیال ہے اسی مہینہ میں نکلے گا۔ لیکن چونکہ ڈیپوٹیشن میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایک لمبے عرصہ تک متواتر اپنے ہیڈکوارٹرز سے باہر نہ رہ سکیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں ایسا کرنا پڑے گا کہ مختلف اوقات میں مختلف مقامات کا سفر کریں بہر حال وہ وقت قریب ہی کہ یہ ضروری وفد اب نکلے۔ اس لحاظ سے میں کل احمدی انجمنوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ ان گدایان قوم کے استقبال کے لئے ہر طرح آمادہ رہیں۔ ڈیپوٹیشن ہر ایک مقام پر زیادہ عرصہ تک غالباً نہیں ٹھہر سکیگا۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ڈیپوٹیشن کسی جگہ پہونچے پہلے ہی سے احباب کو تیار رہنا ضروری ہے۔ ڈیپوٹیشن کی غرض اہم سلسلہ کی ضروریات کے لئے چندہ بہم پہونچانا ہوگا۔ جب باقاعدہ ڈیپوٹیشن کے نکلنے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ تو اخبار میں اس کا پروگرام چھاپ دیا جائے گا۔

خدا کی تازہ وحی

۹ فروری سنہ ۱۹۰۸ء - ۱- انت امامٌ مبارکٌ

ترجمہ- تو امام مبارک ہے۔

۲- لعنۃ اللّٰہ علٰی من کفر

ترجمہ- اللہ کی لعنت اُس پر جس نے انکار کیا۔

۳- انی معک فی السماء والارض۔

ترجمہ- میں تیرے ساتھ ہوں آسمان اور زمین میں۔

۴- انی معک فی الدنیا والآخرۃ

ترجمہ- میں دنیا اور آخرت میں تیرے ساتھ ہوں۔

۵- ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

ترجمہ- اللہ ساتھ ہے ان کے جو تقویٰ اختیار کریں اور نیکوکار ہیں۔

۶- اینما ثقفوا اُخذوا وقتّلوا تقتیلاً۔

ترجمہ- جہاں کہیں پائے گئے پکڑے جائیں گے اور ہلاک کئے جاویں گے۔

۷- لا تقتلوا زینب

ترجمہ زینب کو قتل نہ کرو۔

۸- "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا"

۱۱ فروری - یا مسیح اللّٰہ عد وانا.

ترجمہ- اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔

---

۱۳ فروری کو قاضی عبداللہ صاحب کا نکاح سید عزیز الرحمٰن کی دختر سے ہوا۔ مبارک ہو (باقی پھر)

اکارت نہیں گئی

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے حالات کے ضمن میں اشاعت اسلام کی رپورٹ پر ریمارک کرتے ہوئے میں نے ممالک غیر میں میگزین کی اشاعت کی کمی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ میں نے اس مضمون میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر کوئی شخص الحکم کو بند کر کے مدد کر سکتا ہے تو میں اسکو ناپسند نہیں کرتا بلکہ خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ اس صیغہ اشاعت میں مدد دیدے۔ میرے پاس ایک دوست کی چٹھی آئی ہے کہ وہ اس غرض کے لئے الحکم کو بند کرنا چاہتا ہے۔ میں بھی اس درخواست پر خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایثار کی توفیق دی۔ بہرحال میری صدا اور سعی اکارت نہیں گئی اسی ضمن میں میں انجمن احمدیہ انبالہ کے سرگرم ممبروں کی تعریف کرتا ہوں کہ انھوں نے سب سے اول اس سلسلہ میں قدم اُٹھایا ہے اور اسی تحریر سے متاثر ہو کر **۲۶ رسالوں** کے ولایت بھیجے جانے کا انتظام کیا ہے اگر کل انجمنیں اس طرح پر کام کریں تو یقیناً **ایک ہزار رسالہ** ولایت جاسکتا ہے۔ اس حوصلہ پر میں اس اپیل کو **ایک ہزار رسالوں** تک بڑھا دینا چاہتا ہوں اس لئے احباب کو چاہیے کہ وہ اس سال کے لئے

ایک ہزار رسالوں

کے ولایت بھیجے جانے کا انتظام کریں۔ اسی سلسلہ میں میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی **عمارت** کے متعلق سرکلر لیٹر کے اس جواب کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو انجمن احمدیہ **انبالہ** نے دیا ہے۔ انبالہ کی انجمن نے چار سو سینتالیس روپیہ کی رقم اس مد میں جمع کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس ارادہ میں برکت اور اخلاص پیدا کرے اور ان کے اموال کو بڑھائے۔ انجمن احمدیہ انبالہ کی یہ کارروائی

سابق بالخیرات

کی مصداق ہے۔ اب میں اسکا اصل خط یہاں درج کر دیتا ہوں۔

انجمن احمدیہ انبالہ کا اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ آج بتاریخ ۹ فروری بر مکان بابو عطاء اللہ خان صاحب وٹرنری دفعدار کور ۲۷ ہوا۔ عاجز راقم نے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن قادیان کی چٹھی مطبوعہ پڑھکر سُنائی۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے تحریک کی کہ ہر ایک ممبر ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا آمدنی بطور چندہ مدرسہ کے مکان کے واسطے ادا کرے۔ جس کی تائید جناب شیخ محمد یوسف صاحب محاسب انجمن نے کی۔ اسی کے ساتھ ہی امداد میگزین کی درخواست کی گئی جو بعد اتفاق رائے پاس کی گئی۔ اور اصحاب ذیل نے مندرجہ ذیل رقوم کے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

جناب چوہدری رستم علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن انبالہ چندہ مدرسہ ماعہ ۱۷۵ روپیہ اور ۸ رسالہ انگریزی ریویو آف ریلجنز کی نسبت۔

	چندہ مدرسہ	تعداد رسالہ
بابو عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ ٹریژری کلرک	للعہ	۲ رر
بابو عطاء اللہ خانصاحب وٹرنری دفعدار	للعہ	۳ رر
بابو محمد یوسف صاحب محاسب انجمن	لار	۴ رر
بابو عبدالعزیز صاحب اسسٹنٹ سکرٹری	لہللعہ	۔ ۔
اہلیہ بابو صاحب مذکور	۔	۲ رر
بابو غلام مصطفےٰ خانصاحب وٹرنری دفعدار	عہ	۱ رر
بابو عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ ٹریژری کلرک	عہ	۱ رر
بابو احمد اللہ صاحب بوٹ فیکٹری	بیہ	۱ رر
بابا شادی صاحب	عسہ	۱ رر
میاں مولا بخش صاحب	۔	۱ رر
خادم راقم	مسہ	۲ رر
کل میزان للعامعسہ ۴۷۵		۲۶

بابو عطاء اللہ خان صاحب نے مبلغ للعہ روپے جلسہ میں ہی ادا کر دئے۔ جو امین انجمن کے پاس جمع کر دئے گئے۔

چونکہ چند ایک ممبر جلسہ مذکور میں شامل نہ ہو سکے تھے اس لئے ۲۳ فروری کو دوسرے جلسہ کی تاریخ مقرر کی گئی جس کی اطلاع بعد میں روانہ کی جاویگی۔ خدا خوش رکھے چوہدری رستم علی صاحب و شیخ محمد یوسف صاحب کو جن کی ہمت نے انجمن ہذا کو اس کار خیر میں شمولیت کی عزت بخشی۔ (راقم عاجز فضل احمد سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ)

بیعت کی غرض کیا ہے؟

یاد رکھنا چاہئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور یہ برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جزو بن جاوے اور وہ مشکواتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جس کو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ اور بُری ہے۔ اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کے لئے ابتدائی اتقا جس کو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدیً للمتقین یہ نہیں فرمایا ہدی للفاسقین یا ھدی للکفرین ابتدائی تقویٰ جس کے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اُس کی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشاناہ خلقاً آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی **تولد ثانی** پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اس کے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے۔ (مسیح موعودؑ)

الوقت میگوید زہیں

اے کج دل قوم! خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لئے طیار ہو دیکھو یہ کیا وقت ہے۔ کیسی ضرورتیں ہیں جو اسلام کو پیش آگئیں کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا تعالیٰ کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندھے ابتک بے خبر ہیں آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ **مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔** (درر)

مومنو اشک بہاؤ کہ محرم آیا
سیدِ بیکس و مظلوم کا ماتم آیا

یہ کسی شیعہ صاحب کا شعر ہے جس مین محرم شریف کی آمد آمد پر رونے اور ۔۔۔

اصل پوچہین تو اس شعر کے پڑہنے سے سارے کا سارا تعزیہ داری اور رقت اور سوز گداز اور مجالس و محافلِ محرم شریف کا فوٹو ہوبہو نظر آجاتا ہے اور چونکہ یہ عاجز عرصہ دراز تک اس بلا مین مبتلا اور گرفتار رہ چکا ہے۔ انواع و اقسام کی بدعتون کے نظارے جو جو کچہہ نظر سے گذر چکے ہین سب کے سب سامنے آجاتے ہین تو رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین اور دل پر سخت چوٹ لگتی ہے اور آنکہون سے خون اتر آتا ہے۔ کہ سبحان اللہ انسان کی پیدایش کی علت غائی تو ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے لحاظ سے محض عبادت اور فرمانبرداری ہے اور پہر عبادت کی کئی اقسام مثلاً تحیات۔ صلوات۔ طیبات۔ وغیرہ جس مین حقوق اور حقوق عباد وغیرہ سب کچہہ آجاتا ہے۔ اور ان کی تفصیل و تشریح قرآن مجید مین ہے۔ جو بحکم انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ ایک محفوظ اور مصئون کتاب ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ محرم شریف کا رونا پیٹنا چیخنا۔ چلانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ عبادت کی کونسی قسم مین داخل ہے۔ آؤ کلام مجید مین ہی تلاش کرین۔ کہ کہین بہی باقی فرائض کیطرح کسی شخص کی موت مرگ پر یا مصیبت پر صف ماتم بچہا کر دردانگیز لہجہ مین بیان کرکے رونا رلانا موجب اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔ یا نہ۔ سب سے پہلے سورہ فاتحہ مین اللہ تعالے نے منعم علیہ گروہ کا طریق طلب کرنے اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہ سے بچنے کے لئے دعا سکہلائی ہے۔ جو ہر نماز کی ہر رکعت مین پڑہنی کا نہایت ہی ضروری حکم ہے۔ اور منعم علیہ گروہ کی تشریح دوسری جگہ فرمائی ہے کہ وہ نبین صدیقین۔ شہداء۔ صالحین ہین۔ اور مغضوب علیہم یہود اور ضالین نصاریٰ ہین۔ اب ایک ایک کرکے دیکہتے جائین۔ نبین۔ یہ وہ گروہ ہے جن کو اللہ تعالے نے برگزیدہ کرکے خاص اپنے واسطے چن لیا ہے اور تمام مخلوق کے لئے نمونہ اور اسوہ بنا کر ان کی اتباع اور تابعداری فرض و واجب کرکے ان کی پیروی کا نام سنت اور ان سے انحراف کرنیکا نام کفر و بدعت رکہکر ان کے تابعدارون کے لئے جنت کا وعدہ اور ان کے منکرین و مخالفین کے واسطے دوزخ کی وعید فرمائی ہے پہر اسی سردار اور معزز اور پاک گروہ پر جس قدر ابتلا اور مصائب صادر ہوتے ہین وہ کسی دوسرے پر وارد اور نازل ہون۔ تو جیتا ہی مرجاوے وہ خدا کے بندے تکالیف شرعیہ اور مصائب آسمانی کو بطیب خاطر کس خوشی سے جہیلتے ہین کہ دیکہنے والے حیران اور ششدر رہ جاتے ہین۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح کسی چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے مثلاً لکڑی۔ لوہے۔ سونے چاندی وغیرہ کی درستی اور تکمیل کے لئے اس پر اوزارون ہتہیارون سے طرح طرح سے حملے کئے جاتے ہین۔ نہ اس لئے کہ ان کو خراب و خستہ کیا جاوے بلکہ اس واسطے کہ اسے چہیلا اور رگڑا یا اور کوٹا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے کمال تک پہنچ کر ایک قیمتی اور قابل قدر چیز بن ۔۔۔ کے لئے ہم ایکا لسف شرعیہ یعنی نماز روزہ حج۔ زکواۃ۔ وغیرہ مقرر کی ہین۔ مگر چونکہ صرف انسان اس مین طرحطرح کے حیلے حوالے نکالکر ٹال مٹول کرکے کماحقہ روحانیت اور طمانیت حاصل کرنے سے قاصر رہتا ہے اس لئے مجبوراً دوسرے ہتہیارون یعنی تکالیف قضا و قدر سے اسکی اچہی طرح خبر لی جاتی ہے پہر تو خوب ہی سیدہا ہوجاتا ہے۔ یہ کوئی ظلم اور زیادتی نہین بلکہ قانون قدرت ہی اسی طرح چلا آتا ہے کہ ہر ایک چیز کی تکمیل اور درستی کیلئے خواہ نخواہ طرحطرح کے الٹ پہیر ضروری کرنے پڑتے ہین اب جس پاک گروہ کو سارے جہان کے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا گیا ہے اسکو کیون نہ پورا پورا درست اور ٹہیک کرکے دکہلایا جاوے۔ اس مین ظلم کیا اور زیادتی کی کونسی بات ہوئی چنانچہ فرمایا ہے۔ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون۔ اولئک علیهم صلوات من ربهم واولئک هم المهتدون یعنی ہم ضرور ہی انسان کو طرح طرح کی بلاؤن اور قسم قسم کی آفتون اور انواع انواع کے نقصانون اور تکلیفون مین پہنسا کر اور مصیبتون اور رنجون مین مبتلا اور گرفتار کرکے امتحان لیتے ہین تو جو لوگ صبر و سہارا اور رضا بقضا ہونے سے کام لے کر امتحان مین پورے نکلتے ہین اور اف تک نہین کرتے اور اگر کچہہ بولنا چاہین تو صرف تسلیم و رضا سے بہرے ہوئے الفاظ کہ ہم سب لوگ اللہ تعالیٰ ہی کا مال ہین اور اسی کے پاس آخر کو حاضر بہی ہونا ہے اور بس۔ اس قسم کے لوگون پر۔ درود رحمت شاباش مرحبا وغیرہ اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ گروہ مانے جاسکتے ہین۔ اور جس شخص نے ایسے امتحان کے وقت بے صبری اور جزع فزع کیا اور شکوہ و شکایت سے لب کشائی کی تو مصائب تکالیف کے علاوہ ناراضگی مولا مزید برآن۔ اب اس قطعی حکم کے سن لینے کے بعد بہی کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ نبیون اور رسولون کے پاک گروہ نے اس امتحان مین پورے پورے نمبر نہین حاصل کئے یا کبہی بہی کسی قسم کی بے صبری یا شکوہ و شکایت کی ہے۔ حاشاہ وکلا مبرا بلکہ ہر ایک خدا سے ڈرنے والے مومن کا نور قلب شرح صدر سے گواہی دیتا ہے۔ کہ نبیون اور رسولون کے گروہ نے ضرور ضرور اللہ تعالیٰ بہیجی ہوئی بلاؤن اور نازل کئے ہوئے امتحان مین تعریف کے ساتہہ پورے پورے نمبر حاصل کرکے درگاہ آلہی سے سارٹیفکٹ اور ڈپلومے حاصل کئے اور اگر رونا پیٹنا اور صف ماتم بچہانا ہی اگر کوئی ضروری امر ہوتا۔ تو خواہ نخواہ نبیون اور رسولون کا گروہ مقدس ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا تیسرے کے بعد چوتہا علیٰ ہذ القیاس اپنے سے پہلے بزرگ نبی اور رسول کی مصیبتون اور تکلیفون اور دکہون۔ دردون اور بلاؤن کو یاد کرکے رسم تعزیت اور عزاداری بوجہ احسن بجا لاکر اس سنت سے دنیا مین قایم کرنیکا اپنا فخر سمجہتا خصوصاً ہماری سرکار خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک لاکہہ چوبیس ہزار ہو کچہہ

وان من امة الا خلا فیها نذیر

کے بموجب ۔۔۔ تعداد گروہ کی تعزیت اور عزاداری بجا لانی پڑتی اور اگر ایسا ہوتا تو کس کا دین اور کہان کا اسلام جنگ جہاد۔ وعظ۔ بند۔ شب خیزیان اور تہجد گزاریان ساری کی ساری بہول جاتین۔ ایک منٹ بہی رونے پیٹنے اور صف ماتم بچہانے اور نام بنام ہر ایک بزرگ نبی اور رسول کا تابوت اور تعزیہ بنا کر گذشتہ حالات کی پوری پوری نقل کرنے سے فرصت نہ ملتی پر نہ ملتی۔ مگر نہین انہون نے تسلیم و رضا اور صبر و شکر سے کام لے کر سب کے سب مسلمان اور مومنون کے لئے نمونہ قایم کردیا۔ جب نبیون اور رسولون کے گروہ کا یہ حال ہے۔ تو صدیق۔ شہدا۔ صالحین جو انہی کے پیرو اور جانشین اور حلقہ بگوش ہین وہ کس طرح ان سے انحراف کر سکتے ہین بعض لوگ کہا کرتے ہین۔ کہ یہ بہی ایک محبت کا نشان ہے۔ کہ ہم لوگ ان کے غم سے غمگین اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے ہین اسبات کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ مان سے زیادہ چاہے۔ پہاپہا کٹنی کہلائے۔ بعض فرمایا کرتے ہین کہ جس قدر ظلم اور ستم اور زیادتی اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے وہ اور کسی نبی یا رسول پر وارد اور صادر نہین ہوئے اور دوسرا پہلے رسولون اور نبیون کو تکلیف ہو ہو کر آخرکار دشمنون پر فتح اور غلبہ اور نصرت نصیب ہوگئی تہی۔ مگر اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری دم تک تادم مرگ مصیبت ہی مصیبت اور تنگی ہی تنگی اور جفا پر جفا ہوتا رہا یہان تک شہید ہوکر قبرون مین دفن بہی ہوگئے۔ اول تو ان کا یہ فرمانا ہی بیجا ہے۔ کیونکہ اس مین قاعدہ کلیہ العاقبة للمتقین اور کتب الله لاغلبن انا ورسلی اور انا لننصر رسلنا وغیرہ ۔۔۔ ٹوٹ جاتا ہے اگر بفرض محال تہوڑی دیر کے لئے ان کی بات مان بہی لین تب بہی اگر موجود و حالت پر عین اس وقت جبکہ مصیبت اور تنگی نازل اور صادر ہو رہی تہی۔ باقتضائے بشریت ہم بہی غمگین اور غمناک ہوکر بیساختہ آنسو بہانے لگتے تو بحکم لا یکلف الله نفسا الا وسعها قابل معافی تہے نہ کہ لایق اجر و ثواب۔ لیکن اس عاجز کا تو یہ سوال ہے کہ جن بزرگ شہدا کے غم سے ہم رو رہے ہین۔ یا رونے کی تیاری کر رہے ہین یا اگر رونا نہ آوے تو رونی شکل ہی بنا کر داخل ثواب ہونا چاہتے ہین وہ مقدس گروہ اس وقت سے کہان رہا آیا کسی تکلیف یا مصیبت مین مبتلا اور گرفتار

اور دشمنوں کے تیر و تفنگ کا نشانہ بن رہے ہیں۔ یا عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا یشعرون۔ کا خلعت حاصل کر کے عیش و آرام خوشی و فرحت میں ہمیشہ کے لئے ایسے زندہ ہو چکے ہیں کہ اب موت اور ہلاکت ان کے پاس بھی تو نہیں پھٹکتی۔ تو اب اس وقت رونا کیوں اور پیٹنا کس لئے۔ اب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ شیعہ صاحبان کا رو [illegible] گروہ سے تو کسی طرح بھی لگاؤ نہیں رہا۔ اب باقی رہ گئے۔ مغضوب علیہم اور ضالین۔ سو اب اپنی طرف سے تو کچھ کہنا بے سود ہے۔ وہ خود ہی خدا کے خوف سے دل میں جگہ دیکر سوچیں کہ کہیں خدانخواستہ تقوے۔ طہارت اور خشیۃ اللہ کو چھوڑ چھاڑ کر صرف تبرا اور لعنت اور گالی گلوچ بدزبانی پر زور دیکر مطلق العنان یہود یوں سے اپنی مطابقت پیدا نہ کریں یا جس طرح نصاریٰ شریعت کو لعنتی قرار دیکر صرف حضرت خداوند مسیح کی خدائی پر ایمان لا کر ان کو کفارہ گناہوں کا مقرر کرتے ہیں اسی طرح آپ بھی شرعی اور عبادتی اور دینی طرز و طریق کو چھوڑ کر صرف اسی ایک بات پر زور دیتے ہیں کہ امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کے غم و الم میں رونے پیٹنے سے سب کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں اور انہوں نے اپنا سر مبارک محض اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بخشوانے ہی کے واسطے کٹوایا ہے اور بس۔ بھلا جس چھوٹے چھوٹے بچوں یا عمر رسیدہ جاہلوں کو سال بسال یا ہمیشہ ہمیشہ مجلسوں محفلوں میں جمع کر کے بار بار یہی اور صرف یہی کچھ سنایا اور سمجھایا جاوے تو وہ لوگ تقوے طہارت کی کٹھن منزل کے طے کرنے کو تکلیف کیوں گوارہ کرنے لگے۔ میرے پیارے بھائیو پہلے بزرگوں کیلئے غم و الم کرنے کی جگہ دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجے اور مرتبے زیادہ سے زیادہ کرے اور مناقب اور فضائل میں ان کو بہت ہی بڑھائے اور ان کی تعلیموں اور تلقینوں کو جو افراط تفریط سے بالکل پاک و صاف ہیں حاصل کرنے کی سعی کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ کہ اس نے آپ کے اس زمانے کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ایک نہایت ہی بزرگ انسان کو اپنے الہام وحی و مکالمہ و مخاطبہ سے مستفیض و مستفید کر کے محض اصلاح خلق اللہ کیلئے مبعوث فرمایا ہے شیعہ ہو کر اس امام مہدی کی ناقدری کرو تو نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ اس بزرگ ہادی کی تعلیم و تلقین کا خلاصہ دس شرایط بیعت میں بدر اخبار کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کو ملیگا۔ اس پر عمل درآمد کر کے پورا پورا اطمینان اور تسکین دل حاصل نہ ہو جاوے تو اس عاجز کے حق میں جو چاہیں کہہ لیں۔

گلاب الدین احمد۔

ثناء اللہ کی بے حیائی

کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ فرزانہ عرب نے کہ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ ثناء اللہ امرتسری نے اس مقولہ کو اپنا بدرقہ بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت [illegible] [illegible] وہ [illegible] علم کے ذریعہ ظاہر کی جا چکی ہیں۔ ایک عرصہ سے الحکم میں اس کے متعلق ایڈیٹر کی طرف سے کچھ نہیں لکھا گیا لیکن اس کی بڑھتی شوخی اور باوجود دعویٰ علم و فضل حق پوشی کی ترقی کرتی ہوئی عادت مجھے مجبور کرتی ہے کہ اسکی مزورانہ کارروائیوں کو طشت از بام کروں میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس نے حضرت امام کے مقابلہ میں نکل کر اپنا مقابلہ خدا تعالیٰ سے کرنا چاہا ہے اور یہی بالکل سچ ہے کہ

خدا سزا دینے میں دھیما ہے۔

اسی الٰہی حلم اور مہلت سے اس نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ خدا تعالیٰ کا فیصلہ بہرحال ایک روشن فیصلہ ہوگا وہ جس طرح چاہیے گا اور جب چاہیگا کرے کے دکھادیگا اس لحاظ سے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ مگر محض اس خیال سے کہ خاموشی سے بعض سادہ لوح لوگوں کو دھوکا لگ جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ثناء اللہ کے تمام مغالطوں پر قلم اٹھایا جاوے اور اس کے علم و فضل اور اس تقوے اور راستبازی کا جسکی تعریف وہ شہادت میں کر چکا ہے حقیقت کھول کر دکھادی جاوے تاکہ اسے اپنی تصویر اس آئینہ میں نظر آجاوے مرقع قادیانی کی تازہ اشاعت میں جس بے حیائی سے اس نے کام لیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے ثناء اللہ پر واضح کیا جاوے صفحہ ۲۳ پر لکھتا ہے۔

آپ نے اپنے کذبات (از انفضیلت کی دم کو سامنے رکھ کر اپنے کذبات پر غور کریں۔ ایڈیٹر)

آپ نے اپنے کذبات کی بنا ایک ہی رکھی ہوئی ہے کہ جب کبھی کوئی مخالف آپ کا مرتا ہے تو آپ جھٹ سے کہدیتے ہیں کہ مرا اور اس کا مباہلہ تھا کہ جھوٹا اور سچے سے پہلے مریگا اس دفعہ اخیر دسمبر کے جلسہ میں بھی آپ نے اسی اصول سے کام لیا چنانچہ آپ نے پنڈت لیکھرام کی بابت دُر افشانی فرمائی ہے کہ

آخر اس لیکھرام نے مباہلہ کے طور پر ایک دعا لکھی اور اس میں میرا نام اور اپنا نام لکھکر اپنے پرمیشر سے نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتھ پرارتھنا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے پرمیشر اسے ہلاک کرے (الحکم ۲ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

اس سے آپ کی غرض جو ہے وہ تو ظاہر ہے مگر میں جانتا ہوں کہ آپ نے اس میں بھی اسی اپنے کذب سے کام لیا ہے پس آپ اگر اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ پنڈت لیکھرام نے آپکے ساتھ اس قسم کا مباہلہ کیا ہے۔ تو آپ اس کتاب کا نام اور مع نشان صفحہ بتلادیں

مرقع قادیانی

اب ناظرین غور کریں جن الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ وہ ثناء اللہ کے مطلبہ کو واضح کر دیتے ہیں اس سے پہلے کہ میں ثناء اللہ کو وہ مباہلہ دکھاؤں۔ میں ثناء اللہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسکے بعد وہ اس **بے حیائی اور حق پوشی کا اقرار کر کے توبہ کر لیگا۔**

اس کی تو ناظرین اس سے امید نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کی سرشت [illegible] لیکن میں اظہار حق کی خاطر اسے دکھاتا ہوں کہ اس کے مخدوم لیکھرام نے مباہلہ کیا اور اسے چھاپ کر شائع کیا

جس کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ثناء اللہ کو چاہیے کہ عینک اوتار کر نہیں بلکہ لگا کر پڑھے اور اگر بالکل **ایمان و علم** مامور من اللہ کی مخالفت میں سلب نہیں ہو گیا تو اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور لوگوں کو حق اور ہدایت سے روکنے کے لئے ایسی راہ اختیار نہ کرے۔ لیکھرام کے مباہلہ کے متعلق دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۵

خدائی فیصلہ کی درخواست از جانب لیکھرام

پر کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ مدعی دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید۔ پر عمل کر کے [illegible] صاحب (رئیس اسلام) کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں (یعنی خدا کا فیصلہ مانگتا ہوں) میں نیاز الیتام لیکھرام شرما ولد پنڈت تارہ سنگھ (مصنف تکذیب براہین احمدیہ) اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کے دلایل کو بخوبی سمجھ لیا لیکن انہوں نے میرے دل پر کچھ اثر نہیں ڈالا اور میں پرمیشر کو حاضر ناظر جانکر اقرار کرتا ہوں کہ وید ہی ست ودیاؤں کا پستک ہے اور میری عقل میں ماده انادی ہیں اور خدا نے نیست سے ہست نہیں کیا اور نہ وہ کسی کا گناہ بخشتا ہے اور نہ اسکے ہاں شفاعت کارگر ہے۔ بلکہ بقدر انصاف سے ہر ایک اپنے کرموں کا پھل ضرور پاتا ہے اور وید اور اسکی ساری تعلیمات کو خدا کیطرف سے مانتا ہوں بقسم کرتا ہوں کہ آریہ سماج کی تعلیم ایشور کی تعلیم یقین کرتا ہوں جسطرح میں راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں اسلام کو اور قرآن اور اس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں ان کو غلط اور جھوٹا سمجھتا ہوں۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد (صاحب) ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور

بد مرزا صاحب کو در رنگوگمان کر کے تا بدروازہ پہنچاتا ہے لیکن یہ بددعا اسی پر الٹ پڑی کیونکہ بذات خود دروغگو ثابت ہو کے تابدوزخ رسید ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اور مرزا صاحب بفضلہ تعالیٰ صادق و راستباز ثابت ہو کر اسی دنیا میں بہشتی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

منہ

اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور غلطی سے لوگوں کو دھوکے میں پھنساتا ہے۔ ہے پرمیشور ہم دونو میں سچا فیصلہ کر اایسا ہو کہ جہالت اور تعصب اور جور و ستم والے کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاتا

دستخط لیکھرام شرما از پشاور

مولوی صاحب فرمائیے ابھی تسلی ہوئی کہ نہیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کا مباہلہ جو سرمہ چشم آریہ کے آخر میں درج ہے۔ وہ بھی پڑھ لو۔

فیصلہ کی درخواست از جانب حضرت مرزا غلام احمد صاحب

سرمہ چشم آریہ ص ۱۹۰ - ۱۹۱

بعد حمد و صلوٰۃ میں عبداللہ الاحد الصمد غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم مؤلف کتاب براہین احمدیہ حضرت خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ دین اسلام اور قرآن کریم منجانب اللہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ قرآن کریم تمام پاک صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل ہے اور اس کی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوب ذاتی اور قدامت ہستی اور قدرت کاملہ اور دوسرے اپنے جمیع صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور سب مخلوقات کا خالق اور سب ارواح و اجسام کا پیدا کنندہ ہے اور صادق وفادار اور ایماندار کو ہمیشہ کے لئے نجات دیگا۔ وہ رحمٰن اور رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور ان تمام باتوں کا دوہرا ثبوت مجھے اس نے بذریعہ الہام بھی دیدیا ہے۔ الغرض میں دل و جان سے قرآنی صداقتوں اور اس کی کل تعلیموں کو منجانب اللہ مانتا ہوں اور دوسرا فریق مخالف (آریہ) دعویٰ کرتا ہے کہ نعوذ باللہ سیدنا محمد مصطفیٰ سچے نبی نہیں اور قرآن کریم انجیل توراۃ وغیرہ سب جعلی کتابیں ہیں اور خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوئیں اور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ نہیں اور نجات یعنی مکتی ابدی ہرگز نہیں اور جو کچھ ویدوں میں بھرا ہوا ہے۔ وہ سب سچ ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف میں ہے وہ سب جھوٹ ہے سو اے قادر مطلق خدا تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے بیانات میں اور عقاید میں جھوٹا ہے اور بصیرت کی راہ سے نہیں بلکہ تعصب اور ضد کی راہ سے ایسی باتیں منہ پر لاتا ہے جن کے یقین کرنے کے لئے کوئی قطعی دلیل اس کے ہاتھ میں نہیں سو اے قادر کبیر کوئی ایسا عذاب نازل کر کے کاذب کی پردہ دری کر اور صادق کی مدد کر اور لعنت سے بھرے ہوئے دکھ کی مار ایسے شخص کو پہنچا جو دانستہ سچائی سے دور اور راستی کا دشمن اور راست بازی کا مخالف ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف اور عدالت تیرے ہی ہاتھ میں ہے آمین یا رب العالمین۔

مرزا غلام احمد قادیانی

ان دونوں مباہلوں کو پڑھ کر بھی اگر کوئی کہے کہ مباہلہ نہیں ہوا۔ تو پھر ایسے بے حیا کا جواب یہ ہے کہ وہ اس نسخہ کو آپ آزمالے۔ اب میں ثناء اللہ صاحب کو غور کا موقع دیتا ہوں۔ اگر اس نے اس پر بھی شوخی اور بیباکی سے کام لیا۔ تو اس کے مغالطوں کی حقیقت کھولنے میں پھر قلم اٹھاؤنگا۔ انشاء اللہ۔

نظم

شکر حق آئی چمن میں پھر بہار جاں فزا
آسمان سے ابن مریم بن کے احمد آگیا
مہدی معہود آیا ہے بصد عز و وقار
باغ اسلام ہو گیا پھر جس کی برکت سے ہرا
للہ الحمد آگیا وہ دور آخر کا امام
جس نے افسردہ دلوں کو آکے تازہ کر دیا
ابن مریم سے زیادہ پا کے شان و مرتبہ
آگیا ہے نائب شاہنشہ ہر دوسرا
دے گئے جس کی بشارت صاحب لولاک ہیں
دوستو اٹھو کہ اب وہ دلستان ہے آگیا
گیتا میں لکھی ہوئی ہے جس کی مہمان کھولکر
قادیان میں وہ کرشن اوتار جلوہ گر ہوا
جب بجائی اس نے آکر بانسری توحید کی
اس جہان شش جہت میں غلغلہ ہے پڑ گیا
ہیں مسیح ناصری اس کے نشان بتلا گئے
کھول کر انجیل دیکھو تا لگے تم کو پتہ
الغرض کتب سماوی میں لکھے تھے جو نشان
اس نے آکر ان نشانوں کو ہے ثابت کر دیا
جو لگا رمضان میں تھا چاند سورج کو گہن
اس کے صدق دعویٰ پر ہے کیسا شاہد پڑا
اور عرب میں ریل کے ہونے سے جاری دوستو
عشار عطلت کا وعدہ پورا ہو گیا
ماننے میں اس کے کی لیت و لعل دنیا نے جب
کی مسلط ان پہ حق نے قحط و طاعون کی بلا
غافلوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے
زلزلہ کا اس زمین کو بارہا دھکا لگا
کر رہی طاعون ہے کیا غور کیوں کرتے نہیں
شامت اعمال نے مدہوش کیا کر دیا
وہ دکھا دیوے جھلک دیدار کی اپنی تمہیں
پردہ کبر و غروری کو دو اگر دل سے اٹھا
غیرت دین تم سے رخصت ہو گئی ہے العجب
نام کو باقی نہیں تم میں ہی شرم و حیا
دیدہ ور کرتے ہیں اس سے اکتساب نور لیک
بوم کو باقی نہیں ہے مہر تاباں کی ضیا
اس تکبر نے ہے کھویا قوم اسرائیل کو
خاندان میں جن کے ہو گذرے ہیں اتنے انبیا
حال دیکھو ان کا اب وہ کیسے بندر خوار ہیں
کینہ انکار و عداوت نے انہیں رسوا کیا
تم بھی باز آجاؤ شوخی سے اگر ہو جا بہتر
تلخ کامی اور ہلاکت کا نہ چکھو تم مزہ
اس کا تم نے کیا بگاڑا اپنی کرتوتوں سے
اپنا ہی ایمان ہے زائل تمہارا ہو گیا
ساری دنیا در پئے ایذا رہی اس کے مگر
بال بیکا اس کا مولا نے نہیں ہونے دیا
کاذب ہوتا وہ اگر مدت کا ہو جاتا ہلاک
کاذبوں کو کب خدا کرتا ہے یہ نصرت عطا
منہ کی پھونکوں سے نہیں بجھنے کا ہرگز یہ چراغ
دمبدم فضل خدا سے ہے یہ روشن ہو رہا
آیت اللہ کو نہ جھٹلاؤ کرو کچھ خوف حق
باز آؤ اپنی بد حرکات سے بہر خدا
دشمنی مرد خدا کی اچھا پھل لاتی نہیں
دشمن خاص خدا ہے دشمن مرد خدا

تا رسیت از رسیت آیا ہے قرآن میں	اور یداللہ فوق ایدیہم کی سچی صدا
ولہب فرعون اور بوجہل اعدائے رسل	ہو گئے تکذیب حق سے مورد غضب خدا
آتھم ہی مر گیا اور لیکھرام شوخ چشم	تیغ بران محمد کا ذبیحہ ہو گیا
سومراج و چرشر یو بدزبان ہیں ایک کیا	بدزبانی نے انہیں کیسا چکھایا ہے مزہ
انگریز ڈوئی جو ایسا ہی کہا کرتا تھا	جس نے تھا اسلام کی تخریب کا دعویٰ کیا
غیرتوں نے اس کی مباہلہ مسیح موعود کر	ایک ہی حربہ میں اسکا کام پورا کر دیا
اے خدا فضلوں پہ تیرے جان میری قرباں ہو	تیری رحمت نے مسیح موعود تک پہنچا دیا
رکھ گناہوں سے مجھے محفوظ اے میرے خدا	اور مجھے ثابت قدم ایمان پر رکھیو خدا
نادم آخر محبت ہو مسیح پاک سے	شافع روز جزا سے مجھ کو الفت ہو سدا

[illegible] خاکسار اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول
قلعہ دیدار سنگھ۔ ضلع گوجرانوالہ ۸/۲/۰۸

اسلام وسط افریقہ میں

آستانہ علیہ کے ترکی معاصر صباح نے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شائع کیا ہے۔ یہ کسی یورپین سیاح کے مشاہدات ہیں جس نے بڑی دقت نظر سے اس خطہ کو مطالعہ کیا ہے سیاح مذکور لکھتا ہے کہ:-

"میں اپنے اس سفر میں وسط افریقہ کے درمیان ایک وسیع صحرا طے کر کے وہاں تک پہنچ گیا ہوں جہاں اس علاقہ کے متعدد قبایل اور اقوام رہتی ہیں۔ ان تمام قبایل میں مسلمان اقوام ہی ترقی میں اول نمبر پر ہیں اور یہی لوگ یہاں کے تہذیب یافتہ ہیں۔ وسط افریقہ کا احوال ابھی تک نامعلوم ہی رہا ہے۔ باشندوں کا اکثر حصہ ابھی اپنی پہلی وحشیانہ حالت میں ہے۔ اُس سرزمین میں بڑی بڑی نہریں بہ رہی ہیں۔ اور معدنیات کی بھی بہتات ہے خودرو نباتات اور پھولوں اور شگوفوں سے جنگل نمونہ گلشن نظر آتا ہے۔ اور جنگل بھی اس قدر وسیع ہے کہ سینکڑوں میل اسکا دامن پھیلتا چلا گیا ہے۔ باشندوں کی یہاں تک کثرت ہے کہ اُن کا حساب لمینوں تک جا پہنچا ہے۔ اور اُن سب کو بڑی سہولت سے مسلمان کر لیا جا سکتا ہے۔

جو شخص یہاں تک آنا چاہے اُسے پہلے مغربی افریقہ سے نہر کانگو کے دھانے تک آنا پڑتا ہے۔ اس دہانے کے نزدیک پست میدان چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان میں دلدل اور تالاب موجود ہیں۔ اور آنیوالا جب یہاں سے بھی پار ہو جاتا ہے۔ تو اُسے سرزمین خط استوا سے ہو کر اُس مقام کو جانا پڑتا ہے جو پہاڑی زنجیروں اور عمیق عمیق غاروں اور وادیوں سے لبریز ہے۔ اور جن کے کناروں پر بڑے بڑے میدان اور گنجان جنگل واقع ہیں وسط افریقہ کو آنے کے لئے ان دشوار گزار راستوں اور نہر کانگو میں سفر کرنا ضرور ہے اور یہ سفر دو مہینوں میں پورا ہوتا ہے۔ نہر کے کناروں پر قدرتی باغ لگا ہے جو نگاہوں کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے ایسا کہ درختوں اور شگوفوں اور پھولوں اور سبزہ نے مل کر کنارہ کی زمین کو ایک سدا بہار سبز خلعت پہنا دیا ہے۔ انسان کو یہاں دیکھ کر بڑا تعجب آتا ہے کہ بڑے بڑے گرانڈیل درخت اور اُن کے نیچے ایک دوسرے سے اس طرح مل جل گئے ہیں کہ آسمان کے نیچے ایک خوشنما سبز گنبد سا نمودار ہو رہا ہے۔ اور یہ گنبد اُن غاروں کے مشابہ ہے کہ جن میں رہکر چھوٹے چھوٹے نباتات اور جنگلی سبزہ آفتاب کے مدسے پناہ میں آ جاتا ہے۔ پس یہی باعث ہے کہ ان اشجار کے نیچے زمین ہمیشہ مرطوب رہتی ہے اور گھاس کا وہ عالم ہے کہ ٹیلے اور لمبان میں بڑے بڑے درختوں سے باتیں کرتا ہے۔ میدان کے خودرو پھولوں میں قدرتی خوشبو ہے چاندنی راتوں میں جو سماں ان کناروں پر ہوتا ہے۔ اُس کی کیفیت بیان میں نہیں آ سکتی۔ جب چاند اپنی کرنوں کے سلسلہ کو جو ہو بہو ایک روپہرے پہاڑی زنجیرے کے مشابہ ہوتے ہیں اُن آپس میں پیچ تاب کھائی ہوئی عشق پیچہ جیسی شاخوں پر ڈالتا ہے۔ اور قمر اُن کی ہری ہری پتیاں چاندنی کی گدڑی گوری رنگت میں نکھر اُٹھتی ہیں تو عجب بہار پیدا ہو جاتی ہے اور اس روشنی کو ناخیوں کے جرگے اور بھی رونق دار کر ڈالتے ہیں جو جنگل سے نکلکر نہر کے کنارے آتے اور اپنے لمبے لمبے سونڈ دراز کر کے سطح نہر پر دوڑنے والے جہازوں کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ اس عمیق نہر کے سکوت کو جو چیز توڑتی ہے۔ وہ کنارہ کے درختوں پر کے پرندوں کی میٹھی میٹھی آوازیں ہیں جو سُریلی تانوں میں اُٹھکر جنگل میں منگل مناتی ہیں۔ ہوا کی فضا میں تو طیور کا چھچہا ہوتا ہے اور ادھر اونچے اونچے گھاس کے اندر سانپ اور اژدہے پڑے رینگتے ہیں۔ اور پانی میں گرمچھوں کے نشتر غمزے تو سارے دریا میں ایک تلاطم بپا کر دیتے ہیں جو درخت کنارے پر موجود ہیں وہ یا آبنوس ہیں یا اسی قسم کے اور اشجار خاردار۔

یہاں کے باشندوں کا حال دریافت کرنا۔ اور اُن کے نسب کا سلسلہ ڈھونڈھ نکالنا اور اُن کے قومی حالات اور خصایص کو دریافت کرنا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ سب ایک نسل کی اولاد نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں سب کی اصلی شاخ اور خانوادہ کو جاننا کوئی آسان کام نہیں۔ تاہم میں اپنے اس سفر میں بہت سے قبایل کو دیکھ چکا ہوں کہ جن کے حالات خود بخود نگاہوں کو اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ سواحل افریقہ میں کچھ انسان ایسے بھی مجھے دیکھنے میں آئے جو بہت بلند قامت ہیں۔ اُن کا نام بابوٹین ہے۔ جسم بہت کالا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی چہرہ بھی۔ دانت بالکل باریک ہوتے ہیں جیسے کنگھی کے دندانے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کر اس شکل میں لے آتے ہیں۔ اور اس علاقہ کی سیاحت میں کچھ اور قبایل بھی میری نظر پڑے ہیں جو بڑے جنگجو ہیں۔ دن رات مار کٹائی ہی ان میں ٹھنی ہے۔ اور لوٹ تو شیر مادر۔ مگر ساتھ ہی بڑے تیز مزاج اور جری بھی ہیں۔ یہاں ان کا نام "بان والا" ہے بت پرستی کرتے ہیں بحر الغزال کے شمالی سمت میں جو قبایل بستے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ اور جوق جوق دائرہ اسلام میں آ کر داخل ہو گئے ہیں یہ لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ اور کھیتی بھی کرتے ہیں۔ ان کے قبایل کے سوا ایک قبیلہ "بارگومیاں" ہے جو کپڑے بنتے۔ اور زراعت کرتے۔ اور بہادری میں بہت نام آور ہے "قوتو باس" نامی جو قبیلہ ہے۔ اُس نے حال ہی میں اسلام اختیار کیا ہے اور یہاں اُن کا دینی جوش بڑا مشہور ہے۔ ان سب مذکورہ قبایل میں اسلام کا صرف نام ہی نام ہے اور بجز دو کلمات شہادت کے ارکان و اعمال اسلام سے بالکل انجان ہیں۔ ان اسلامی قبایل کے علاوہ ایک اور قبیلہ بھی ہے۔ جس کا نام "فورس" ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ ارکان اسلام کے عالم اور اُن کے عامل ہیں۔ ہر روز پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں ماہ رمضان میں روزہ رکھتے ہیں۔ اور حج بھی کرتے ہیں۔

اس چھوٹے سے مراسلہ میں اُن تمام اسلامی دیہات کے بیان کی گنجایش نہیں جو وسط افریقہ میں موجود ہیں۔ مگر میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک قریہ کی حالت دوسرے قریہ سے کچھ چنداں الگ نہیں۔ صرف جزئی اختلاف ہے۔ ان قریوں میں گھر سب مٹی کے بنتے ہیں شکل ہر ایک مکان کی گنبد نما ہے۔ چھتیں یا تو گول ہیں یا چار کونی۔ اندر حصیر اور بورئے نہایت صفائی کے ساتھ بچھے ہوئے ہوتے ہیں۔ شمالی افریقہ میں مذہب اسلام بہت ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور بت پرست اقوام آہستہ آہستہ اسلام اختیار کرتے چلے جاتے ہیں مصر اور خود شمالی افریقہ کے مسلمان علما ان علاقوں کو آتے۔ اور بت پرست قبایل میں اسلام کا وعظ کہتے۔ اور انھیں دین اور دُنیا کے متعلق جمیع امور کی تعلیم دیتے ہیں۔ بالخصوص زراعت کرنا اور صنعت و حرفت کی اُنھیں تعلیم دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان کو خلافت مقدسہ اسلام سے برابر تعلق ہے اس کے سوا یہ بھی اُنھیں سکھایا جاتا ہے کہ مسلمان خواہ کہیں کے ہوں۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور پھر مذہبی اور قومی محبت اور صلہ رحمی کی بھی اُنھیں تعلیم دیجاتی ہے یہ لوگ سب کام بتدریج ادا کرتے ہیں اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے کہ جس میں وسط افریقہ سے اسلام بُت پرستی کو نکال باہر کریگا۔ جو آج کل وہاں ہر طرف چھا رہی ہے۔ مجھے اپنی اس خنیا حبت میں مسلمانان افریقہ کے خیالات اور افکار کو بھی جاننے کا موقع ملا ہے جو میری نگاہوں میں اُن کو قابل وقعت بناتے ہیں۔ ان لوگوں میں غیرت و حمیت کا مادہ موجود ہے۔ اخلاق اور مروت بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ پاک صفات عوام سے بڑھکر قبایل کے خواص اور ان کے شیوخ میں بخوبی اپنی جلوہ گری دکھلا رہے ہیں۔

یہ شیوخ اور سردار اپنی مذہبی تعلیمات کو بڑی کوشش کیساتھ اُن قبایل میں پھیلا رہے ہیں جو ان تعلیمات سے انجان ہیں اور لطف یہ ہے کہ انھیں کامیابی بھی ہوتی جاتی ہے۔ اس حالت کو دیکھکر میں متجسس ہوا کہ ان کی کامیابی کے اسباب کیا ہیں اور کیونکر اسلام اسقدر تیزی کیساتھ انکی ذریعہ پھیل رہا ہے مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ پہلے اچھی اچھی نصیحتوں اور میٹھی میٹھی باتوں سے ان قبایل کے دلوں میں اپنا سکہ بٹھاتے ہیں۔ پھر اسلامی تعلیمات کو اُن میں پھیلاتے ہیں لیکن تعجب اس امر پر ہے کہ خود بت پرست اقوام بھی ان مسلمان واعظین کی کوششوں سے خوش ہیں۔

غرض سارے بُت پرست اقوام میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ چند ہی روز میں سارے قبایل مسلمان ہو جاینگے۔ میں اپنے مراسلہ کے خاتمہ پر اُن علما و فضلا کی تعریف و توصیف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو بت پرستوں کے دل و دماغ سے توہمات اور جہالتیں دور کرنے کے لئے اپنے وطن چھوڑ چھوڑ کر اتنے مسافت ہائے بعیدہ کو طے کر کے آتے ہیں۔ اور اُن میں علم و لیاقت کو پھیلاتے ہیں۔ یہ بُت پرست قبایل بھی اُن علما کے محنت ہائے شاقہ کو جانتے ہیں۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ یہاں ہر طرف اُن کی

([illegible])

ملفوظات احمدیہ

(از بدر)

اسلام ہی خدا کو واحد لاشریک مانتا ہے اگر یہ مسلمان بھی اس توحید سے الگ ہو گئے۔ تو ان کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔

دوسری قوموں کی تقلید ان کے لئے مبارک نہیں ہو سکتی۔ دوسروں کو اگر بے دینی سے کامیابی بھی ہوتی ہے تو یہ بطور ابتلا ہے۔ ہر شخص سے خدا تعالیٰ کا معاملہ علیحدہ ہے عیسائی قومیں زنا کریں۔ شراب خوری۔ قمار بازی کریں تو یہ ان کے لئے مفید ہو سکتے ہیں لیکن اگر مسلمان ایسے کام کریں تو ان پر ضرور عذاب نازل ہو گا۔ دیکھو ظاہری سلطنت کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ کہ اگر ملازم کسی شورش کے جلسہ میں شامل ہو تو اس کو عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ ایسا ہی طرح جو کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ یہ خدا کے خاص بندے ہیں اگر یہ لوگ گستاخی کریں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کریں تو ضرور گرفتار ہوں گے۔ یہ الہام جو ہم کو ہوا۔ وہ وعدہ ٹلنے کا نہیں جبتک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہ نہ جائیں۔ تو اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔ کہ اس کی توحید دنیا سے گم ہو۔ جب مسلمان ہی کفر و شرک کو پسند کرنے لگیں۔ تو پھر دوسری قوموں کا کیا گلا ہو سکتا ہے۔ پہلے گھر صاف ہو۔ تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے تمام قوموں میں دہریت بڑھتی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور اوّل خوابیاں بعد درویشاں کے مطابق ہمارا فرض ہے۔ کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ جب مسلمانوں ہی میں ہزاروں گند ہوں۔ تو دوسروں کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ جہاد جہاد پکارتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں جہاد کرنے کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہی سے کیا جانا چاہیے تھا۔ یہ عادت اللہ ہے۔ کہ جس قوم کے اندر کتاب ہو۔ پہلے اُسے درست کیا جاتا ہے پھر دوسری قوموں کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے سب سے پہلے قریش کی اصلاح کی۔ پھر یہود و نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سے یہ اعتراض بھی دور ہو گیا جو کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو ہی کہتے ہیں (تم ایسے ہو ایسے دوسری قوموں میں سے کتنے مسلمان کئے) مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک جو پورا کلمہ بھی پڑھنا نہیں جانتے جن میں سے وہ بھی ہیں۔ جن کی نسبت آریہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے اتنے مسلمانوں کو آریہ کر لیا۔ ہمارے یہاں ایسے آدمی ہم نے بہت دیکھے ہیں جنکو اسلام کی کچھ خبر ہی نہیں اور دوسرے وہ جو مہذب تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ یہ اسلام کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نماز کے ارکان پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ نماز روزہ وحشیانہ زمانے کی باتیں ہیں یہ احکام آجکل کے زمانہ میں مناسب نہیں پس ان دونوں گروہوں کی اصلاح سب سے اول ضروری ہے۔ مگر ہم کیا اصلاح کر سکتے ہیں۔ جبتک آسمان ہی سے نہ ہو۔ جن کے کان سننے کے ہوں اسے ہم کچھ سناتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ بیان کردہ سنینگے ہی نہیں۔ یا بات کو دوسری طرف لیجائینگے۔ بے دینی کی ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ جس نے کسی کو ہلاک کر دیا کسی کو اندھا کسی کو سست۔ وہ جو خدا سے تعلق پیدا کرنیوالے ہیں بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ خدا کی ہستی ثابت کرنے کی بڑی ہی ضرورت ہے۔ فرقے تو بہت ہو گئے تھے مگر دہریہ سب سے زیادہ ہیں عظمت الٰہی مطلق نہیں رہی عظمت کیا ہو جبکہ خدا کے وجود پر ہی پورا یقین نہیں رہا۔

ہر نبی کے زمانہ میں کچھ نہ کچھ خونریزی ہوئی۔ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض۔

انسانوں کے ہاتھوں پر جو امور مقدر تھے۔ وہ تو ختم ہو چکے اب خدا نے ایسے کل امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ طاعون زلزلے طرح طرح کے امراض مصائب سب خدا کی تلواریں ہیں۔ تعجب ہے کہ حادثے پر حادثے آتے ہیں مصیبت پر مصیبت آتی ہے۔ مگر ہماری جماعت کے سوا دوسرا کوئی ان سے متاثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ سب بلائیں اس لئے ہیں کہ لوگوں کی غفلت دور ہو۔ وہ تضرع اختیار کریں اور سمجھیں کہ خدا ہے۔ دیکھو ہر پہلو سے حادثے واقع ہو رہے ہیں اور ابھی کیا معلوم کہ آگے آگے کیا ہونے والا ہے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ اب جو کچھ کریگا خدا ہی کریگا۔ جراحی آخری علاج ہے اور علاج تو سب ہو چکے۔ پس یہ آخری علاج ہے اب یا بیمار مرے گا یا صحت یاب ہو گا۔

کئی لاکھ انسان مر چکا ہے۔ مگر عملی حالت دکھاتی ہے کہ ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔ نیکی کی طرف سے بہت دور ہیں اور بدی کی جانب قریب ہیں۔ استغفار کرنا چاہیے۔ آگے قاعدہ تھا۔ کہ مسلمان بادشاہ عام طور پر وباؤں کے وقت انابت الی اللہ اور دعا صدقہ و خیرات کی طرف توجہ لاتے رہتے۔ اب یہ بھی نہیں بلکہ خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

سلطان المعظم نے وزراء سے ایک امر کی نسبت مشورہ کیا۔ اور اُسکے متعلق تجویزیں پوچھیں۔ جب سب تجویزیں بیان ہو چکیں تو کہا اور تو سب کچھ کہا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ دعا بھی کرو۔ آخر مسلمان کا بچہ تھا۔ کچھ نہ کچھ خدا پرستی تو تھی۔ سلطان المعظم جمعہ کی نماز کو بھی جاتا ہے۔ نفرا سے بھی نیاز رکھتا ہے ۳ اس لئے اچھا ہے۔

خدا تعالیٰ ابتداء زمانہ میں بولا کہ میں تیرا خدا ہوں ایسا ہی اخیر زمانہ میں بھی اس نے فرمایا کہ انا الموجود۔ یاد رکھو کہ وہ "نادی" ہے۔ اگر چھوڑ دے تو سب دہریہ بن جائیں پس وہ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہتا ہے اور یہ زمانہ تو بالخصوص اس بات کا محتاج ہے۔ جس چیز کی حکومت ہو اسکا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ آجکل اگر صالح آدمی جسنے حق پا لیا ہے۔ خیال پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ضلالت کی حکومت ابھی باقی ہے۔ جب ایسی ہوا چلتی ہے تو سب اسکے اثر سے متاثر ہو جاتے ہیں مومن اگرچہ بچا رہتا ہے۔ مگر دوسروں پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ ضلالت کے رعب کا یہ حال ہے۔ کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ ہیں ان سے مذہب کی نسبت کوئی کچھ نہیں کہتا کہ مبادا یہ ناراض ہو جائیں یا مجھ سے ٹھٹھا ہو مگر صحابہ کرام کی طرف دیکھنا چاہیے کہ اسلام کے ضعف کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شاہوں کو خط لکھ دیا۔ اس وقت ایسا مہذبانہ زمانہ بھی نہیں تھا۔ نہ یہ امن کی صورت۔ صحابہ نے ان خطوط کو پہنچایا۔ اور بر سر دربار اپنے عقائد کو کھول کر بیان کیا۔ ایک عیسائی بادشاہ کو جب اسلام کا پیغام پہنچا اور اس نے صحابہ سے کلام الٰہی سنا۔ تو وہ بول اُٹھا۔ یہ اس کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ جس نے تورات نازل کی اور کہا۔ اگر اس نبی کے پاس میں جا سکتا۔ تو اس کے قدم چومتا پادریوں کو بُلا کر کہا دیکھو اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو۔ جب ان سے مخالفت محسوس کی۔ تو کہہ دیا کہ میں تو تمہیں آزماتا تھا۔ یہ کمزوری دنیا کی حرص کا نتیجہ تھی۔ جن میں دنیا پرستی نہیں وہ حق کہنے اور حق کا اعلان کرنے سے نہیں ڈرتے۔ اور ان کی خدا مدد کرتا ہے۔

ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر طبقہ کے انسانوں کو مناسب حال دعوت کرنے کا طریق سیکھیں۔

بعض کو باتوں کا ایسا ڈھنگ ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ کہنا ہوتا ہے وہ کہہ لیتے ہیں اور اس سے ناراضی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ بعض ظاہر میں خبیث معلوم ہوتے ہیں جن سے ناامیدی ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول کر لیتے ہیں اور بعض غریب طبع دکھائی دیتے ہیں اور ان پر بہت کچھ امید ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول نہیں کرتے۔ اس لئے قول موجہ کی (جلیل یا دلائل جو اپنے ساتھ روشنی رکھنے والا ہو) ضرورت ہے۔ جس سے آخرکار فتح ہوتی ہے۔

دہلی میں سخت مخالفت ہوئی۔ آخر ہم نے کہا۔ کہ ۳۰ برس وہ نسخہ (حیات مسیح) آزمایا۔ اس کا نتیجہ دیکھا کہ کئی مرتد ہو گئے۔ اب یہ نسخہ (وفات مسیح) آزما دیکھو۔ دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک شخص بلا اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا حق وہی ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں۔ غرض قول موجہ بڑی نعمت ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ایہو سیگی کیمیا جو کوئی جانے بول۔ ہر ایک کو ایسی بات کرنی نہیں آتی۔ پس چاہیے۔ کہ جب کلام کرے۔ تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا۔ جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ غرض آہستہ آہستہ پیغام حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ کیونکہ آجکل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہ اس زمانے میں ہوتے تو لوگ انہیں سودائی کہتے اور وہ انہیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں اور طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ ایک شخص علیگڑھی خانیا تحصیلدار تھا۔ میں نے اسے کچھ نصیحت کی۔ وہ مجھ پر ٹھٹھا کرنے لگا۔ میں نے دل میں کہا میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔ آخر باتیں کرتے کرتے اس پر وہ وقت آ گیا۔ کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کرتا تھا۔ یا چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شقی ہے یاد رکھو۔ ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے۔ جس طرح دوائیں کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی کسی کے لئے مفید ۲۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کیلئے مفید ہو سکتی ہے یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کہی جاوے۔ میاں بولنے کو چاہیے۔ کہ کسی کے بُرا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے

۲ اور کوئی کسی کے مفید ہے

محرم الحرام

محرم الحرام پر معزز ہم عصر وکیل نے ایک قابل قدر آرٹیکل لکھا ہے اصلاح کی
نظر سے میں اسے ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم میں چھاپ دیا جاوے اس لئے ذیل
کے صفحہ میں اس مضمون کو نذر ناظرین کیا جاتا ہے - ایڈیٹر

محرم الحرام ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون؛

میکس ملر کہتا ہے کہ مذہب کی ابتدائی صداقت سے ہوئی
ہے مگر انتہا توہمات پر اور صرف میکس ہی نہیں کہتا دنیا کی ہزاروں برسوں کی تاریخ مذاہب
اور صدیوں کے استقرار کا فلسفہ تاریخ بھی یہی کہتا ہے محقق دنیا یقین کرتی ہے کہ تمام مذاہب
عالم کی ابتدا وحدت الٰہی اور تہذیب نفوس کی تعلیم سے ہوئی - مگر آج کتنے مذہب ہیں جو اپنی
انتہا کو ابتدا سے تطبیق دیتے ہوئے شاد کام نظر آسکتے ہیں ؟ ہندو ازم کی بنیاد یقینا
صدائے توحید نے ڈالی تھی مگر ہندوستان کی سرزمین قرون وسطیٰ میں سب سے بڑا بت کدہ
بنی مسیح نے کہا کہ اس ایک باپ کے آگے جھکو جس نے سب کچھ پیدا کیا لیکن ایک نصف صدی
بھی ابھی نہیں گذری تھی کہ باپ کو بیٹے اور روح القدس کے کبوتر کیلئے تخت الوہیت
میں جگہ نکالنی پڑی یہ مصائب تو ان مذاہب سے دوچار ہوئے جنکی تعلیم ہی مشتبہ اور پیچیدہ
طرز بیان میں ملفوف تھی جنکے اعمال و دلیل میں غلط فہمی اور فریب خوردگی کا کافی سامان
موجود تھا جنہوں نے صرف توحید فی الذات اور توحید فی العبادت پر ہی زور دیا تھا اس لئے
اگر ایسا ہوا تو وقوع گو کتنا ہی درد انگیز ہو مگر اعجوبہ زا نہیں ہے مگر عجائبات عالم کی فہرست
میں سب سے بڑا حیرت انگیز واقعہ یہ نظر آئیگا کہ جس مذہب کی تولید کا اصلی سبب صدائے تثلیث
اور حقایق کی حمایت تھی جسنے اپنی صاف اور غیر پیچیدہ تعلیم میں غلط فہمیوں کی گنجایش
نہیں رکھی جو دنیا میں صرف اسلئے آیا کہ توہمات اور شرک کو ہمیشہ کیلئے ضعیف کر دے جس نے
دلی شکست دیدی اور جسکی توحید فی الصفات کی صدائے رعد آسا سے فضائے عالم گونج
اٹھا آج اسکی انتہا بھی اوروں کیطرح ابتدا سے بالکل متضاد ہے مسیح کی تعلیم مسخ ہوکر
پولوس کی شرکیات میں مدغم ہوگئی ہندو ازم عالیشان مندروں اور سنگین بتوں
کے ہجوم میں چھپ گیا اگرچہ اسکی حالت یہانتک متغیر نہیں ہوئی مگر یہ کیا کم جگر
دوز سانحہ ہے کہ خصوصیات مٹ گئی ہیں اصلیت نے رسم و رواج کا برقع اوڑھ لیا ہے
توہمات خط پیشانی ہیں اور شرک آمیز کثافت سے روشن مطلع تاریک ہوگیا ہے -
یہ تبلانے کی ضرورت نہیں کہ ہمارا اشارہ کسطرف ہے ؟ مذہب اسلام نے اپنی اصلاح
کی بنیاد توحید کامل اور حقایق و اصلیت کی روشن سرزمین پر رکھی تھی لیکن کتب
خانوں سے باہر نکلکر دیکھتے ہیں تو توہمات غلط فہمی رسم و رواج اور شرک آمیز اعمال کا کثیف
ابر ہر طرف چھایا ہے اور قریب ہے کہ ایک نیا مذہبی ظلمت کدہ تیار ہو حقیقت کی آنکھیں
کیوں نہ خونبار ہوں اصلاح کے جگر میں کیوں نہ ٹیس اٹھے کہ یہ حالت پیروان قرآن کی ہے
وہ قرآن جو چھٹی صدی عیسوی کی عام تاریکی میں ایک شعلہ نور بنکر درخشندہ ہوا جسنے
دنیائے قدیم کی تمام توہمات اور عقلی غلط فہمی کو آگ لگادی جسنے پورے چھ ازمنہ مظلمہ کے
جہل و توہم پر فتح پائی اور جو دنیا میں ایک ہی غیر مادی تحریک ہے جسنے پوری صداقت
کیساتھ عقل انسانی کیلئے ارتقا کی راہیں کھولیں اور انسان کو پستی اور ندامت
سے نکالنے کیلئے صدیوں تک کار ہائے نمایاں انجام دیتا رہا -
سب سے زیادہ اسلام مسلمانان ہند کا ہی آزار ہے انہوں نے اپنا اصلی مرکز چھوڑا
کہ بالکل بے تعلق ہوگئے فتنہ تاتار نے اسلامی دار الخلافہ کی اینٹیں بجادیں مگر
انکو خبر نہ ہوئی اسپین میں ہشت صد سالہ اسلامی تمدن وحشیانہ سفاکی سے ذبح کیا
گیا مگر انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا تک نہیں کہ یہ کس کے خون کی چھینٹیں اڑ رہی
ہیں اس بے تعلقی کا یہ نتیجہ نکلا کہ آہستہ آہستہ خصوصیتیں چھوڑ دیں اور بت پرستوں کے

مرحوم سب دامن میں بیٹھ گئے یہ وہی دامن تھے جو کبھی اسلام کے آگے پھیلائے
جاتے ہیں مگر اب ہندوستان کی ملکی جہل و توہم کے کانٹوں سے لبریز ہوگئے بے تعصبی
اور فیاض طبعی جو سلمان حکمرانوں اور فاتحوں کا خاصہ تھا اسنے اس شکست و بست کیلئے
راستہ صاف کر دیا محکوم اقوام سے مساویانہ سلوک ہونے لگا اور میل جول و مراسم
صحبت نے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا اثر ڈالا کہ اسلام کی صورت متغیر ہوگئی آج ہندوستان
کے رسمی اسلام کو دیکھتے ہیں تو حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اللہ اکبر ! یہ وہی اسلام ہے جو حجاز
میں پیدا ہوا تھا اور جسنے عراق کے گہوارہ میں نشو و نما پائی تھی اب از فرق تا بقدم
ہندوستانی رسم و رواج اور جملہ توہمات میں غرق ہے قرون اولیٰ کے پاک نژاد اگر
آج قبروں سے اٹھیں تو شاید پہچان بھی نہ سکیں ابن جبیر اور بطوطہ کو بھی گھنٹوں سوچنا پڑیگا
ہندوستان میں اس عرب کے مسافر پر جو مصیبتیں آئیں انکا فسانہ غم بہت
طولانی ہے بغیر ارادہ کے دل درد آشنا نے اتنی تمہید سنادی ورنہ آج ہمیں صرف ماہ
محرم الحرام کے ہندوستانی بدعات و مراسم کی نسبت کچھ عرض کرنا تھا یہ مہینہ
جاہلیت عرب میں خاص عظمت اور اہلیت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا - تمام جھگڑے
اور لڑائیاں بند کر دی جاتی تھیں امن و صلح ایکماہ کیلئے جنگجو عرب کو امن دوست بنا دیا
تھا اسلام نے بھی عرب کے اس تخیل کو قایم رکھا اور اس مہینے کی عظمت پر اور زیادہ زور
دیا اس واقعہ کا نتیجہ تو یہ ہونا تھا کہ مسلمانوں کیلئے محرم صحیح معنوں میں محرم الحرام
ہوتا اسکی حرمت اور عظمت کیجاتی - اعمال حسنہ میں ہر شخص مصروف نظر آتا اور اسلامی
سنین کا آغاز خیر و برکت کی جگہ میں ہوتا مگر صد حسرت و مایوسی کہ حالت بالکل
نقیض اور بالکل متضاد ہے - محرم کا آنا گویا مسلمانوں کیلئے باب بد اعمالی کا افتتاح
ہے بدعات کی تو مسلمانوں پر حکومت ہے مگر محرم کا چاند اذن عام کے پروانہ کا کام
دیتا ہے اس پروانے کے ملتے ہی ہماری تمام سوسائٹیاں یکایک بدل جاتی ہیں بدعات
اور شرک آمیز افعال کا بادل جھککر برسنے لگتا ہے فسق و فجور اور بد افعالی کا علانیہ
بازار گرم ہو جاتا ہے - تعزیے سینکڑوں روپوں کے صرف سے تیار کئے جاتے ہیں
وہ بانس کی کھپچیوں اور کاغذ یا کپڑے کے سوا کچھ نہیں ہوتے مگر چند دنوں کیلئے
ہر قسم کی قدرتوں اور طاقتوں کو خدا سے چھین کر ان کے سپرد کر دی جاتی ہیں
اور اسطرح خدا کی تمام مخصوص صفات انکے لئے وقف ہو جاتی ہیں ہزاروں انسان
انکے آگے سجدے کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں اپنی مرادیں پیش کرتے ہیں اور پھر
اکھاڑوں اور اسباب لہو و لعب کیساتھ وہ کاغذوں کے بنائے ہوئے بت کدے
سڑکوں میں پھرائے جاتے ہیں عورتوں کو عقیدت مندانہ جوش کیساتھ اجازت
دیدی جاتی ہے کہ ان توحید سوز ہنگاموں کا تماشا دیکھیں آرایش و تزئین کیساتھ
وہ نکلتی ہیں اور ناگفتہ بہ حالات پیش آتے ہیں فتنہ گران بازاری کیلئے محرم کے
ہنگامی بہترین تجارتگاہیں ہوتی ہیں ان کے حیا سوز کرشموں سے ان ہنگاموں میں
دلچسپی پیدا کیجاتی ہے اور بالخصوص لکھنؤ میں جسطرح دلچسپی پیدا کیجاتی ہے -
اسکا نظارہ ایک ذکی الحس مسلمان کے دل و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے یہ ہنگامے
جب شہروں میں برپا ہوتے ہیں تو نبی عرب اور قرآن عربی کیسی عجیب حالت میں
دکھائی دیتے ہیں کوئی کاغذ و بکری کی پرستش میں مصروف ہوتا ہے کوئی استاسف ہوتا
ہے کہ کیوں اسکی روح کو انسان بننے کی ذلت دی گئی اس لئے رنگ و روغن اور مصنوعی
چہروں سے مدد لیکر خرس و پلنگ کی صورت اختیار کرتا ہے شائستہ تو ہیں دیکھئے کہ ہستی
ہیں اور کہتی ہیں کہ دنیا کی عالمگیر اصلاح کے مدعی آئے اور اسکی پیروں کا دل پذیر تماشہ ہے
فیا حیرتی علی المسلمین ؛ وما الذی دفع بھم من علیین الی اسفل السافلین
اسلام ہر جگہ بگڑا اسلامی ممالک کے کس حصہ میں اسکی اصلیت قایم رہی ؟ مگر
محرم کے یہ بیہودہ مناظر صرف ہندوستان ہی کے حصے میں آئے تھے جسم بصیرت اگر خونکا دجلہ

بہا دے تو کچھ بیجا نہیں کہ قرآن کی دعوت کو اس سفاکی کیساتھ ملیامیٹ کیا گیا
ہے کہ اصلیت کی ہلکی سی جھلک بھی نظر نہیں آتی سمجھ میں نہیں آتا مسلمانوں نے
توحید کا کیا مطلب سمجھ رکھا ہے اگر صرف خدا تعالیٰ کی وحدت کا اقرار اور اسکو عبادت
کا مستحق سمجھ لینا ہی اصل توحید ہے تو اسلام سے پہلے بھی انکا وجود پایا جاتا تھا کسی ایسے
ہندو کو ڈھونڈھ کر نکالو جو جہل و توہم کا ایک ہی نمونہ ہو اس سے کہدو کہ گو تم
خواہ کتنا ہی بت پرستی کا شایق ہو مگر کبھی مٹی اور پتھر سے بنائے ہوئے بتوں کو
خالق کون و مکان نہیں بتلائیگا سمندر جاؤ اور پارسیوں کو دستور اعظم سے اور وہ بھی یہی
کہیگا کہ آگ مظہر ایزدی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں عرب جاہلیت بھی بتوں کو وسیلہ
تقرب اور شفاعت کنندہ سمجھتے تھے کسی ان دیکھی ہستی کے وجود سے انکو بھی انکار نہ تھا
اسلام نے سب سے پہلے یہ ندا بلند کی ان الامر کلہ للہ - سب کام خدا ہی کے
اختیار میں ہیں - اور کہا کہ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ
لا یستجیبون لھم بشیٔ - خدا ہی کو پکارنا سچی پکار ہے جو لوگ اسکے سوا دوسرے
بنائے ہوئے معبودوں کو پکارتے ہیں وہ انکی کچھ نہیں سنتے - پھر کہا کہ افاتخذتم
من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا قل ھل یستوی الاعمیٰ
والبصیر - کیا تم نے خدا کے سوا دوسرے کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے جو اپنے ذاتی
نفع و نقصان کو بھی مالک نہیں اسے پیغمبر انسے کہو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا
ہے - اور یہ کہکر اس نے تمام طاقتوں اور ہر قسم کی قدرتوں کو خدا کیلئے مخصوص
کر دیا اور کہدیا کہ اسکو دربار میں کسی شافع یا وسیلہ کی ضرورت نہیں پس جو لوگ
سے شہادتین کا اقرار کرتے ہیں مگر تعزیوں نشانوں اور قبروں کے آگے منتیں
اور مرادیں لیجاتے ہوئے نہیں جھجکتے یا ان چیزوں کا مافوق البشر احترام بجا لاتے ہیں
کیسے کہیں کہ وہ اسلامی توحید پر عامل ہیں اسی بزرگوں کی مفرط عظمت اور انسے منسوب
اشیا کی غیر معمولی عزت نے تمام مذاہب سابقہ کو مبتلائے شرک کیا یہی عزت
بڑھتے بڑھتے پرستش بن جاتی ہے اور آخر میں انسانی دلوں کو اصلی عبادت سے پھیر
کر صرف اپنی ہی طرف لگالیتی ہے یہی خوف تھا جسنے آنحضرت سے کہلوایا کہ
لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد
یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا
مسلمانو ! خدا کیلئے اپنے شائستہ مذہب کو اپنے ہاتھوں ذلیل نہ کرو محرم کی
حرمت کو رام لیلا کا موسم نہ بناؤ تعزیوں کی پرستش عام فسق و فجور لہو و لعب اور حیا
سوز آوارگیاں کاش صرف تمہی کو بدنام کرتیں مگر افسوس کہ انکا اثر اسلام تک پہنچتا
ہے اور اغیار و اجانب اسلام کو ان افعال کے پردے میں چھپا ہوا دیکھکر تمیز نہیں کر سکتے
ہر تعلیم یافتہ مسلمان کا فرض ہے کہ انکے انسداد کیلئے اپنی تمام طاقت سے کام لے اسلام کو
ازمنہ مظلمہ کا روحانی کیتھولک مذہب بنانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جسپر نظر اغماض سے
دیکھا جائے ہر سال اسلامی تعلیم کی بربادی کا یہ درد انگیز منظر ہمارے سامنے آتا ہے
اور ہم سرسری نظر ڈالکر آگے بڑھ جاتے ہیں یہ حالت کب تک رہیگی اور کب تک
اسلام کا بے دردانہ خون کیا جائیگا سب سے زیادہ حیرت یہ ہے کہ یہ افعال قریب قریب ہر
جگہ زیادہ تر اہلسنت کیلئے مخصوص ہیں حالانکہ اندرونی تعلیم میں کوئی اشارہ بھی
ان مزخرفات کی نسبت نہیں پایا جاتا اس مضمون میں ہمارے روئے سخن اگرچہ عام ہیں مگر اہلسنت
سے خاص طور پر التماس کرتے ہیں برادران شیعہ کو مشورہ دینے کا تو ہمیں حق نہیں مگر اتنا ضروری
کہینگے کہ اگر حضرات ائمہ کے مجموعہ ارشادات اور قدما کی تصنیفات کو مطالعہ کی تکلیف گوارا
کریں تو موجودہ رسم محرم سے ایک بڑا حصہ انہیں چھانٹ دینا پڑے -
محرم حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی غمناک شہادت کی یادگار ہے کہ چاہیے کہ اس جگر گوشہ
رسول کی لائف کا چشم خونبار سے مطالعہ کرو اور دیکھو کہ یہ زندگی صفات حسنہ کی کن مجسم تعلیموں سے پر ہے -

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا -